© rasailojaraid.com

شجرِ سایہ دار

اخلاق مرزا دہلوی حال مقیم کراچی پاکستان

زندگی واقعات و حوادث کے لامتناہی سلسلوں اور پیہم نشیب و فراز کا نام ہے بقول شاعر ؎

لحظہ لحظہ متغیر ہے انجام ہستی
دن ابھی رات ابھی صبح ابھی شام ابھی

ہر لمحہ کروٹ لیتی اور انقلابات کو جنم دیتی ہوئی اس دنیا کو کہیں قرار نہیں ہے، اس لیے زندگی میں پیش آنے والے واقعات اور وہ لاتعداد افراد ذہن کے پردہ اور دل کی دنیا میں باقی نہیں رہتے جن سے ہمیں سابقہ پڑتا ہے، اور زندگی کے مختلف ادوار میں جن سے مل کر بہت سے امور پر بات چیت کرنے ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے خیالات سے واقف ہونے کی نوبت آتی ہے لیکن اسی دنیا میں، اسی زمین کے اوپر اسی آسمان کے نیچے لاکھوں کروڑوں، انسانوں کے اس بے پناہ ہجوم میں کچھ شخصیتیں، کچھ افراد اور کچھ بزرگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے ایک بار مل لینا، تھوڑی دیر ملاقات کر لینا عمر بھر کے لیے دل و دماغ اور روح کی گہرائیوں میں محفوظ ہو جاتا ہے اور ایسے تابندہ نقوش ثبت ہو جاتے ہیں جو زندگی کے آخری سانس تک یادوں اور حافظے کی سطح پر قائم و دائم رہتے ہیں اور کیا شک ہے کہ مفکرِ ملت مولانا عتیق الرحمن عثمانی رح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایسی ہی ناقابلِ فراموش شخصیت کے مالک گراں مایہ قابلِ احترام اور زندہ جاوید بزرگ تھے۔

حضرت مفتی صاحب سے اس خادم کی ملاقات انقلاب اتھل پتھل، ہنگاموں اور قتل و غارتگری کے ایسے دور میں ہوئی جب ہندوپاکستان کے آسمانوں پر وحشت و بربریت کے سرخ، ہولناک اور وحشت آفریں بادل چھائے ہوئے تھے، انسانیت سر بگریباں تھی، شرافت انگشت بدنداں اور اخلاق و تہذیب کی دنیا میں ماتم کناں۔ زندگی کا چراغ خطرات کی یورشوں اور حوادث آلام آندھیوں کے تیز و تند جھگڑوں کی زد پر تھا۔ اور اس کی لو تھرتھرا رہی تھی۔ ایسے ماحول ایسی خوفناک تاریکی اور پریشان کن صورت حال میں حضرت مفکرِ ملت سے میری ملاقات ایسی ہی تھی جیسے آندھیوں میں ٹھہراؤ آجائے۔ اندھیروں میں ایک چراغ — روشن تابناک اور درخشاں چراغ۔ جل اٹھے۔ ایسا چراغ جو زندگی کے لق و دق صحرا میں ہمیشہ کے لیے قائم رہے — ہمیشہ روشنی دکھانا اور رہنمائی کا فرض انجام دیتا ہے۔

یہ اُس وقت کی بات ہے جب حضرت مفتی صاحب قرول باغ سے آپ کی عمر بھر کی محنت و جانفشانی جد و جہد اور سعی و کاوش سے لگائے ہوئے ایک شاداب پُر بہار اور قیمتی گلستاں کو جنون و بربریت کی آگ کے ہلاکت آفریں شعلوں کے حوالے کر کے تن کے کپڑوں سے گولیوں کی بوچھار میں جامع مسجد تشریف لے آئے تھے اور بالکل نئے سرے سے نئی زندگی کا آغاز کرنے کے لیے علم و ادب دین و دانش اور علوم قرآن و حدیث کا ایک مرکز دوبارہ قائم کرنے کے لیے کمر ہمت کس رہے تھے، حالات بے حد مایوس کن تھے، ماحول غیر یقینی اور ہمت شکن تھا مگر قوم کے "ہیرو" عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوہِ گراں — ہمارے حضرت مفتی صاحب — اس طرف سرگرمِ عمل تھے کہ ایک طرف مسلمانانِ ہند کے اکھڑے ہوئے پیروں کو جمانے، توڑی ہوئی ہمتوں کو جوڑنے اور دلوں میں اعتماد و توکل کی ایک نئی مشعل تاباں روشن کرنے کی فکر میں شب و روز مشغول تھے — اور اسی بھاگ دوڑ اور خوف و خطر سے لبریز زندگی علم و دین کے شکستہ قلعہ — ندوۃ المصنفین — کو دوبارہ تعمیر کرنے کی سعی و کاوش سے غافل نہ تھے — حال کچھ ایسا تھا کہ بڑے بڑے باہمت و ذی حوصلہ حضرات مفتی صاحب کو سمجھانے پر مجبور تھے کہ یہ موقع اور یہ حالت اس قسم کے سنجیدہ و تعمیری کاموں کے لئے کسی صورت میں موزوں و سازگار معلوم نہیں — مگر مفتی حضرت مفتی صاحب عزم و ثبات کے ایک روشن مینار کی طرح فرماتے ہیں۔ ایسے ہی موقع پر تو انسان کے توکل اور ہمت و عزم کی پختگی کا امتحان ہوتا ہے۔ خدا چاہے گا تو علم و دانش کا یہ گلستاں پھر آباد ہوگا۔ ہزاروں نئے پھول اس میں کھلیں گے۔ عالمِ اسلام اور دنیائے انسانیت کو اپنی مہکتی ہوئی خوشبو سے معطر کریں گے — خیر یہ کہانی تو بہت ہی لمبی ہے۔ میں تو حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ کے تذکرہ جمیل میں ایک عقیدت مند ایک سراپا نیاز اور ایک دیرینہ خادم کی حیثیت سے شرکت کا شرف حاصل کرنے کی غرض سے یہ چند سطور پیش کر رہا ہوں

حضرت مفتی صاحب سے ۱۹۴۷ء میں پہلی ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب کٹرہ نظام الملک کے ایک مکان میں قیام کیا اور دوسرے مکان میں ندوۃ المصنفین کا دفتر قائم کیا گیا، ہم اسی گلی میں ہمیشہ سے رہتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب کی تشریف آوری کے بعد اس چھوٹی سی، تنگ سی، غیر معروف سی گلی میں زندگی کی رونقیں نکل آئیں اور کچھ ہی عرصہ بعد دفتر ندوۃ المصنفین اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت مفتی صاحب کی ذات گرامی کی وجہ سے یہ ملکی، ملّی، علمی اور مذہبی شخصیتوں کی توجہ کا مرکز بن گئی اور مسلسل ۳۸ سال تک دنیائے اسلام اور ہندوستان کی بڑی سے بڑی شخصیتیں یہاں آنے جانے لگیں۔ ملکی و ملّی تحریکوں کے سلسلہ میں ہم سے اہم تاریخ ساز اور عہد آفریں فیصلے اسی گلی میں واقع ادارہ ندوۃ المصنفین کے دفتر میں ہوتے تھے۔ بڑے سے بڑے اعلیٰ سے اعلیٰ عہدیدار یہاں آکر اور مفتی صاحب سے مل کر بڑی عزّت و اعزاز محسوس کرتے تھے۔ اِدھر حضرت مفتی صاحب کے کمال اخلاق و شرافت کا یہ حال تھا کہ غریب سے غریب اور معمولی سے معمولی آدمی اس انداز سے ایسی تواضع و انکسار سادگی و شفقت سے پیش آتے تھے کہ ان کی عظمت و رفعت اور حُسنِ اخلاق کا سکّہ ہر ملنے والے دل و دماغ پر جم جاتا تھا۔ ایک نقش قائم ہو جاتا تھا۔

۱۹۵۴ء میں دہلی چھوڑ کر کراچی آگیا مگر حضرت مفتی صاحب سے تعلق برابر قائم رہا جب کبھی دہلی جانا ہوتا حضرت مفتی صاحب سے ملاقات کر کے ان کی بے پناہ شفقت و عنایات ان کی عظیم و بلند شخصیت سے قلب و روح جیسے نئی تازگی و توانائی محسوس کرتے تھے۔

مفتی صاحب کی علالت کے دوران بھی اللہ نے ان کے پاس حاضری کی سعادت عطا فرمائی۔ ایک سرتاپا عمل با اصول وضعداری کے پیکر بزرگ کو بستر علالت پر مفلوج حالت میں دیکھ کر دل ڈوب سا گیا۔ آنکھیں بھیگنے لگیں مگر جب حضرت مفتی صاحب نے گفتگو فرمائی تو پھر ایک بار ذہن و شعور میں تازگی ہونے لگی، ان کا شعور، ان کی بصیرت، ان کی شفقت و عنایت کا وہی عالم تھا ـــ خود امراض کے حملوں اور کمزوری، نقاہت و ضعف میں مبتلا تھے۔ مگر دوسروں کی ہمدردی و غمگساری ہر وقت فرماتے رہتے۔ اسی بستر علالت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر بھی نہ جانے کتنے لوگوں کے کام کرانے اور کتنی امداد لوگوں کی کرتے تھے، یہاں تک کہ برسرِ اقتدار لوگ وزرا اور حکام بھی آپ سے تعاون لیتے تھے — آہ ایک شجرِ سایہ دار کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور بہت نازک حالات میں ملتِ اسلامیہ ایک بہت بڑے سرپرست، دانشور، معاملہ فہم، فکر و بصیرت اور صبر و تحمل کے کوہِ پُر وقار سے محروم ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دہلی اب بھی وہی ہے جامع مسجد شاہجہانی کے مینارے اب بھی آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے ہیں۔ دنیا کی ہماہمی اور رونقیں اب بھی باقی ہیں۔ مگر حضرت مفتی صاحب کے سانحۂ ارتحال نے مجھے تنہائی کا گہرا، کربناک اور دلدوز احساس دے دیا ہے جس کی وجہ سے سب کچھ ہوتے بھی بہت بڑی کمی زندگی میں محسوس ہوتی ہے۔ انسان کی بے چارگی و بے بسی کا بھی کیا ٹھکانا ہے۔ بس یہی کہنا پڑتا ہے ؎

مشیت میں مجالِ دم زدن توبہ معاذاللہ
جسے یوسف بناتے ہیں اُسے رکھتے ہیں زنداں میں

جس روز حضرت مفتی صاحب کے سانحہ ارتحال کی خبر ملی بتا نہیں سکتا کہ دل و دماغ کی کیا حالت اور کیسی کیسی کیفیتیں غم و اندوہ کے ان لمحات میں دل پر گذر گئیں اسی وقت ایصال ثواب کیا۔ دیر تک اُن کی یادوں میں کھویا ہوا آنسو بہاتا رہا، پھر اُن کی وہ یادگار تصویر جو ایک تقریب میں ہم لوگوں کے ساتھ لی گئی تھی نکالی اور اس کی ایک کاپی لے کر "جنگ" اخبار کے دفتر میں گیا اور ان کو بتایا کہ شیخ الاسلام پاکستان حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کے لائق بھتیجے اور ہندوستان کے مشہور عالم دین کل ہند مجلس مشاورت کے صدر بلکہ روح رواں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے قائم مقام صدر اور بے شمار دینی مدارس و مراکز علم، و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملّی تنظیموں کے سربراہ اور لاکھوں انسانوں کے غمخوار و غمگسار حضرت مفکرِ ملّت مولینا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی ٹھیک اس وقت اپنے مالکِ حقیقی سے جاملے۔ جب مسلمانانِ ہند کو حالت کی نزاکتوں نے گھیر رکھا ہے اور فہم وبصیرت فکر و دانش اور عظمت وبصیرت کے کوہ گراں کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اُسی روز "جنگ" میں یہ دلدوز خبر اسی یادگار تصویر کے ساتھ چھپی جو میری زندگی کی بڑی قیمتی شے ہے۔ زندگی کی گاڑی چلتی رہے گی۔ وقت کا بے رحم مسافر سرگرم سفر رہے گا مگر حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی یاد دل کے گوشہ گوشہ اور روح کی گہرائیوں میں ہر دم تازہ ہے اور ان شاءاللہ آخری سانس تک رہے گی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت قبلہ مفتی صاحبؒ

یادیں، نقوش اور تاثرات

از محمد سعید الرحمٰن شمس
ناظم ادارۂ تصنیف و تالیف و مدیر ماہنامہ نصرۃ الاسلام کشمیر

برصغیر کے ایک ممتاز عالمِ دین، مفتی شرع متین وسیع النظر فاضل مفکرِ ملت حضرت علامہ قبلہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانیؒ جنھیں اب مرحوم لکھتے ہوئے آنکھیں پُرنم اور کلیجہ منہ کو آرہا ہے ہم سے جُدا ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا ہے۔ افسوس صد افسوس مفتی صاحب اب ہم سے روٹھ کر ایسی دنیا میں جا چکے ہیں جہاں سے کوئی دوبارہ واپس نہیں آتا، آدمی بڑے سے بڑے حقائق کا انکار کرسکتا ہے لیکن موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ ہر کہ و مہ، عامی و عالم اور احمق و دانا ماننے پر مجبور ہے، آہ! موت کے آگے انسان بے بس ہے۔!

مفتی صاحبؒ مرحوم اپنے لاکھوں عقیدت مندوں، ہزاروں وابستگان اور ملک کے کروڑوں عوام کو روتا بلکتا چھوڑ کر ایسی نازک اور ہوش ربا حالت میں چلے گئے جبکہ ملّت اسلامیہ ہندیہ کی کشتی خاص طور پر بھنور میں پھنسی ہوئی ہے اور ملک و ملّت گوناگوں مشکلات، حوادث اور بحرانی حالات سے دوچار ہے۔

ملّت کی سربراہی، بے لوث خدمت اور اسلامی صالح قیادت کا جو فطری جذبہ قدرت نے مرحوم کے دل و دماغ میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا، اور ملّت کی حالتِ زار،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کی پسماندگی، زندگی کے مختلف میدانوں میں دوسروں کے مقابلہ میں ان کی سُست رفتاری، اور نااہلی دیکھ کر مفتی صاحبؒ کا افسردہ اور غمگین ہونا، ملت کی سربلندی اور خوشی میں خوش اور ان کے غم سے متفکر اور پریشان ہونا، اور پھر بغیر کسی دنیوی غرض، لالچ، طمع، حرص اور ذاتی مفاد کے بغیر ان کی بے پناہ مختلف النوع دینی، ملی، قومی، ملکی، سیاسی، اور سماجی خدمت، غیر معمولی قابلیت، خداداد صلاحیت جس کا پورے ملک اور برصغیر کے مختلف طبقوں اور حلقوں پر اثر تھا ان کی وفات کا عظیم ترین سانحہ اور المیہ میرے نزدیک کسی ایک فرد، ایک خاندان، ایک شہر اور ایک ملک کا نہیں بلکہ پوری ملّت اسلامیہ کا صدمہ ہے۔

حضرت مفتی صاحب قبلہؒ کی قدآور اور ہمہ گیر شخصیت کے بارے میں مجھ جیسے کم علم اور کوتاہ نظر کا کچھ لکھنا اور اپنے خیالات کا اظہار کرنا فی الحقیقت چھوٹا منہ بڑی بات ہے، یہ منصب اور مقام ہے حضرت مفتی صاحب کے رفقار کار، معاصرین اور اہل علم و نظر حضرات کا خاص طور پر مفکّر اسلام حضرت قبلہ علاّمہ سیّد ابوالحسن علی الندوی اور پروفیسر علامہ سعید احمد اکبر آبادی کا، لیکن صاحبزادۂ محترم کا حکم نامہ آیا کہ تم بھی اپنے تاثرات لکھ بھیجو! بادلِ ناخواستہ قلم سنبھالنا پڑا، بیتی باتوں اور یادوں کا ایک بحر بیکراں ہے جو عام لوگوں کے لیے مفید اور کارآمد نہ سہی کم از کم خاکسار کے لیے تو سرمایۂ حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۹۷۶ء کے وسط میں جب پہلی بار اپنے وطن مالوف (مغربی بنگال) سے مادر علمی دارالعلوم دیوبند آنے کی سعادت حاصل ہوئی اور اس گہوارۂ علم و ادب میں داخل ہوا تو پہلی مجلس شوریٰ کی میٹنگ کے موقع سے حضرت مفتی صاحب مرحوم کو دارالعلوم کے حسین مہمان خانے میں دیکھا، تعارف کے بعد جب موصوف کو یہ پتہ چلا کہ خاکسار کا تعلق مغربی بنگال سے ہے تو خصوصی شفقت اور توجہ فرمائی اور فرمانے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لگے میاں! مغربی بنگال سے تو مجھے خاص انس و محبت اور ربط و تعلق ہے، کلکتہ برسوں رہا ہوں اور وہاں کی گلی کوچوں سے بخوبی واقف ہوں اور پھر ایک بزرگ کی حیثیت سے مجھے محنت، لگن اور دلچسپی سے پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

کم وبیش چار سال تک دارالعلوم میں خوشہ چینی اور اکابر اساتذۂ کرام سے شرف تلمذ کا موقع حاصل رہا اس دوران متعدد بار جب جب "مجلس شوریٰ" اور "مجلس عاملہ" میں دیوبند تشریف لاتے خاکسار دیرینہ نیازمندی اور تعارف کی بنا پر خدمت میں حاضری دیتا، سلام عرض کرتا اور دعائیں لیتا اور الحمداللہ برابر اس ربط و تعلق میں اضافہ ہی ہوتا رہتا جو پہلی ملاقات اور تعارف کے موقعہ سے ہوا تھا، ان ملاقاتوں اور خدمت میں وقتاً فوقتاً حاضری کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ کے بارے میں مجھے جو اندازہ ہوا کہ مرحوم کے گوناگوں کمالات اور بے پناہ خصوصیات کے علاوہ جو سب سے اہم اور میری نظر میں لائق صد تحسین و تقلید خصوصیت تھی۔ (اور کوئی شک نہیں کہ یہ جوہر ان کے علمی اور تاریخی گھرانے کے ہوش مند اور قابلِ فخر فرزند ہونے کے ناطے ہونا ضروری تھا) وہ خورد نوازی اور اپنے چھوٹوں کے ساتھ گھل مل کر بات کرنے کی تھی۔

اتنے بڑے عالم اور مفتی ہونے کے باوجود مزاج میں رعونت، اکڑ فوں، تعلی خودستائی اور شیخی نہیں تھی، محبت، اخوت، اخلاق، شرافت، دوستی، مروت، وضع داری، رواداری اور خوش مذاقی آن کے کردار کے خاص اوصاف اور نمایاں جوہر تھے اور بیشک ان کے اس جوہر نے ملت اسلامیہ ہندیہ کے خاص طور اور برادران وطن کے عام طور سے دل جیت لیے تھے۔

مفتی صاحب بڑے حساس، ذہین، فطین اور شگفتہ مزاج تھے۔ مولویوں کی عام خشک مزاجی، ملائیت اور کٹر پن جس نے عام طور سے اس طبقہ کو بڑی حد تک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نئی نسل میں رسوا کیا ہے مفتی صاحبؒ میں بالکل نہ تھا، نکتہ سنج، بذلہ سنج اور مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے، رہا غیر اور عزیزوں کے ساتھ بھی ان کی گفتگو اور عام برتاؤ میں شگفتگی اور خوش طبعی نمایاں رہتی تھی اور اس وصف نے مرحوم کی شخصیت کو باغ و بہار بنا دیا تھا!

بلاشبہ مفتی صاحب ایک وسیع النظر عالمِ دین اور صاحبِ فکر و بصیرت انسان تھے، آپ کا تدبّر و تفکر، سیاسی سُوجھ بُوجھ، معاملہ فہمی، شرافتِ نفس، ذکاوتِ حِس اخلاص و صداقت، صبر و ضبط، اور استقلال و لبسالت، سکہ مخالف موافق سبھی تسلیم کرنے پر مجبور تھے۔

بقول پروفیسر آل احمد سرور کہ "مفتی صاحبؒ جدید و قدیم کے درمیان ایک پُل کی حیثیت رکھتے تھے، اور اپنی خصوصیات، اوصاف اور کمالات کی بنا پر اپنے معاصرین میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام کے مالک تھے۔"

آپ کی پوری زندگی زہد، قناعت، سادگی، خلوص، وفا، ایثار اور قربانی کی جیتی جاگتی تصویر تھی، اس کا اعتراف تو آج سبھی کرنے پر مجبور ہیں کہ مفتی صاحب نے پوری زندگی اپنے قول و فعل سے کسی بڑے چھوٹے کی دل آزاری گوارا نہیں فرمائی۔

ہندوستان جنّت نشان کو جن روشن فکر، حرّیت پسند اور قوم پرور علماء اور فضلاء پر فخر ہے (جنھوں نے ہی سب سے پہلے ملک میں آزادی کی شمع روشن کی) اور ملّت اسلامیہ ہندیہ کا سر جس بات سے اونچا ہے وہ یہی ہے کہ اس خاک پاک سے ایسی ذہین، عالی دماغ اور مفکرین کی ایسی انقلابی اور فکری جماعت پیدا ہوئی جس نے ملک و قوم کو دین و شریعت، قرآن و سنت، حق و صداقت اور دعوت و تبلیغ کے سمجھنے اور سمجھانے کے مقدس مشن کے لیے پوری زندگیاں وقف کر دیں ان بزرگوں کی شاندار دینی، مذہبی، ملی، علمی، ادبی، تمدّنی، سیاسی اور سماجی، خدمات، علمی تبحرّ و عبقریت،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فکری بلندی اور پرواز تخیل اور نیک مقاصد کے حصول کے لیے مخلصانہ اور سرفروشانہ جدوجہد اور قربانیوں کو پورے عالم اسلام اور حقیقت پسند ممالک نے خراج تحسین کیا ہے اور ان رجالِ کار نے تاریخ ساز کارناموں سے دنیا کے عام حریت پسندوں اور انقلابیوں نے کام کرنے کے لیے روشنی اور رہنمائی حاصل کی ہے۔

از ہر ہند دار العلوم دیوبند جو ان علماء اور مجاہدین کی دانشگاہ، گہوارہ اور مرکز تربیت رہا ہے، حضرت مفتی صاحب اس علمی ادارہ کے پروردہ، یہاں کے بزرگوں اور اکابر کی یادگار اور اسلاف کی روایات کے جانشین حامل، اور امین تھے۔

مفتی صاحبؒ عصر حاضر میں مذہبی، اخلاقی، سیاسی، معاشرتی، تمدنی، معاشی اور ذاتی سطح پر جو پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں اس کا بخوبی احساس زمانۂ حاضر کے چیلنجوں سے بھرپور واقفیت اور اس کے نتیجہ میں بحرانی صورتِ حال کشمکش۔ اقدار و روایات کی شکست و ریخت، کج بحثی اور مفارقت کا فقدان، صالح قیادت، خلاء، سیاسی ریشہ دوانیاں، رشک و رقابت، یاسیت، قنوطیت، اجنبیت، مجد، نفرت، ذہنی و جذباتی گھٹن وغیرہ وغیرہ مسائل روز بروز شدت سے ابھر رہے ہیں۔

مفتی صاحب مرحوم! اپنے وسیع معلومات، تجربات اور علم و وجدان کی بنا پر ان سب کا بہترین، متوازن، اور معتدل حل "اسلام کے نظامِ حیات" میں ہی سمجھتے تھے، ان کے نزدیک دین و دنیا میں تفریق قطعاً روا نہیں تھا۔ اسلام کی آفاقی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور فروغ کے سلسلہ میں آپ آخری دم تک جدوجہد کرتے رہے۔

سیاسیات حاضرہ سے بھی آپ ہمیشہ پوری طرح باخبر رہے، لیکن جب سے سیاست نے نیا رُخ اختیار کیا اس میں دھوکہ فریب، دھاندلی، اور شیطنت پوری طرح داخل ہو گئی، تملق، چاپلوسی، ڈپلومیسی اور سطحیت وغیرہ عناصر بری طرح سرایت کر گئے تو آپ اس سے متنفر ہو گئے اور عملاً سیاسی میدان سے اپنے آپ کو الگ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر لیا، سیاسی لحاظ سے آپ کا نقطۂ نظر ٹھیک وہی تھا جس کا اظہار شاعرِ مشرق دانائے راز علامہ اقبال مرحوم نے اپنے اس مشہور شعر کے اندر فرمایا ہے۔ ؎

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری سیاست ہو
جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

آپ سیاست کے اندر سچائی، خلوص، ہمدردی، دیانت، امانت اور وفا کے متلاشی رہے مگر افسوس آپ کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ تقریر و تحریر میں مفتی صاحبؒ کو ید طولیٰ حاصل تھا، ہزاروں سامعین تک اپنی بات کو مدلّل اور مبرہن انداز میں ذہن نشین کر دینا یہ آپ ہی کا کمال تھا، تقریر و خطابت کے ساتھ ساتھ تحریر و صحافت کا ستھرا اور پاکیزہ ذوق تھا۔

یہ مشاہدہ ہے اور تجربہ بھی جو عملی لوگ ہوتے ہیں وہ صرف عمل کرتے ہیں اور اس پہلو پران کی زیادہ کوشش اور محنت صرف ہوتی ہے، الفاظ کے گورکھ دھندے نہیں بناتے، مفتی صاحب کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے انتہائی مجبوری اور شدید ضرورت کے تحت ہی خاص محرک اور داعیہ کے تحت ہی تھوڑا بہت لکھا، اور جو کچھ لکھا انتہائی سلیقہ اور ٹھاٹھ سے لکھا، ادب اور شاعری کا ذوق بھی بہت ارفع اور بلند تھا، بہرحال جو تالیفات اور علمی نگارشات آپ کی رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہیں، وہ بجائے خود جودت طبع، ندرتِ فکر اور علمی و ادبی شاہ کار کا درجہ رکھتی ہیں۔ کہنے والے نے بجا کہا ہے کہ "مفتی صاحبؒ مصنف سے زیادہ مصنف گر تھے"۔ چنانچہ آپ کی سرپرستی اور رہنمائی میں سینکڑوں مصنف، مؤلف مرتب، ادیب، صحافی اور نقادِ علم و ادب کی دنیا میں جلوہ گر ہوئے اور آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور اپنی بیش بہا تصنیفات و تالیفات کے ذریعے عزت و شہرت اور بقائے دوام حاصل کیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یوں تو مفتی صاحبؒ کی پوری زندگی مفید عام اور فلاحی اور رفاہی کاموں میں صرف ہوئی اور بڑے مفید اور ٹھوس کارنامے آپ نے انجام دیے، لیکن میرے نزدیک مرحوم کا دیرپا، اثر انگیز، انقلابی، اور پائدار کارنامہ "ادارہ ندوۃ المصنفین" کا قیام ہے، اس بلند پایہ تصنیفی، اشاعتی ادارہ کے ذریعہ جو مذہب وملت، اور علم ادب کی بیش بہا خدمات ہوئی اور انقلاب انگیز تحقیقی، تاریخی اور صالح وشستہ لٹریچر اور اہم ومعرکۃ الآراء کتابوں کا جس قدر علمی اور عوامی حلقوں میں شیوع عام ہوا ذہنی اور فکری ارتداد کی روک تھام اور اسلام کی طرف سے مؤثر دفاع کا انتظام ہوا وہ بجائے خود ہماری ملی تاریخ کا ایک روشن اور جلی عنوان ہے اور مفتی صاحبؒ کا زندہ جاوید کارنامہ۔

۱۹۴۷ء کے ہنگامۂ رست وخیز اور تقسیم کے نتیجہ میں ملک جن ہنگامی حالات سے دوچار ہوا اور خاص طور پر دہلی میں جو فرقہ وارانہ فسادات ہوئے اور وہاں کے مسلمانوں پر جو قیامت صغریٰ ٹوٹی اور گویا کہ دہلی اجڑ گئی اس کی زد اور اس بلا میں "ندوۃ المصنفین" جیسا خالص علمی ادارہ بھی آگیا اور حالات ہی کچھ ایسے نازک تھے کہ اب بظاہر اس ادارہ کی بقا اور دوبارہ قیام کی کوئی صورت نہیں تھی لیکن ربِّ بے نیاز کی توفیق اور ظاہری اسباب کے تحت مفتی صاحبؒ اور ان کے رفقائے کار مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰنؒ اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی کی ہوش مندی، عزم واستقلال اور سعی وجہد سے یہ علمی ادارہ پھر دوبارہ قائم ہوسکا۔ اور الحمدللہ تادمِ تحریر یہ علمی بافیض ادارہ فعّال، متحرک، اور اپنے شاندار مستقبل کی طرف مفتی صاحبؒ کے لائق فرزند برادر گرامی محترم عمید الرحمٰن عثمانی کی سربراہی میں گامزن ہے۔ اور اس کا آفیشل آرگن تحقیقی، علمی اور ادبی ماہنامہ "برہان" اپنی روایتی شان کے ساتھ برابر پابندیٔ وقت کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ موجودہ وقت میں ضرورت اس بات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی ہے کہ اس مرکزی ملی اور قومی ادارہ کی طرف اربابِ علم و فکر، صاحبِ خیر و صلاح، اور علم دوست حضرات زیادہ سے زیادہ توجہات مبذول فرمائیں اس لیے کہ یہ ادارہ مفتی صاحبؒ کی تاریخی یادگار اور خونِ جگر کا نتیجہ ہے، ظاہر ہے اس کی بقا، استحکام اور اس کے کاز کو زیادہ سے زیادہ تقویت پہونچانا ملّت کے ذی حس افراد کی بنیادی اور پہلی ذمّہ داری ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ سے ناچیز کو جو نیازمندی کا شرف حاصل تھا اس کا قدرتی اور لازمی تقاضا تھا کہ جب جب دہلی جانا ہوتا تو ملاقات کی ضرور کوشش کرتا ۱۹۸۱ء اور ۱۹۸۳ء کے وسط تک قائد کشمیر میرواعظ مولانا محمد فاروق صاحب کی رفاقت میں بار بار دہلی قیام رہا تو موصوف کے ہمراہ ملاقات اور حاضری کا موقع ملتا۔

۲۶ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو میرواعظ کشمیر مولانا محمد فاروق صاحب صدر انجمن نصرۃ الاسلام کی گرانقدر تالیف ”اسلام کا آفاقی پیغام“ کا مسودہ برائے ملاحظہ اور حصولِ تقریظ کی خاطر خدمت میں حاضر ہوا تو حالانکہ صاحبِ فراش تھے، اٹھنے بیٹھنے، بولنے اور لکھنے کی سخت ممانعت تھی، بڑے خلوص، اپنائیت، اور محبت، اظہار فرمایا، اور میرواعظ خاندان کی کشمیر میں ہمہ جہت خدمات کی تفصیلات بیان فرماتے رہے، دوسرے دن خصوصیت سے ناشتہ پر بلایا اور فرمایا چائے کے بعد اپنے تاثرات املا کرادوں گا، آپ کاغذ قلم ساتھ لائیں، صبح بروقت حاضر ہوا تو چائے تیار تھی اور مفتی صاحبؒ گویا میری آمد کے منتظر تھے، چائے سے فراغت کے بعد تقریظ املا کروائی جو الحمدللہ زینتِ کتاب ہے، لیکن افسوس کتابت اور طباعت کا مرحلہ اس وقت تکمیل پذیر ہوا جب موصوف اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔

یہ محض اتفاق ہی نہیں بلکہ میرے لیے حسن اتفاق تھا کہ انتقال سے صرف ایک روز پیشتر جب دہلی جانا ہوا تو مفتی صاحبؒ کے دولتکدہ پر میرواعظ دامت برکاتہ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا ہدیۂ سلام پہونچانے اور مزاج پرسی کو حاضری کا موقع ملا تھا، مفتی صاحب بسترِ علالت پر دراز تھے، اور مجھے ایسا لگا کہ موت جیسے اُن کے رگ و ریشہ میں سرایت کر رہی ہو، مشیتِ خداوندی میں بھلا کس کا چارۂ کار ہے؟ آخر وہ گھڑی آ ہی گئی جس کا ڈر اور کھٹکا عرصے سے لگا ہوا تھا۔

۱۲ مئی کی وہ صبح کتنی بھیانک اور ملک و ملّت کے حق میں تاریک ثابت ہوئی جب کہ مفتی صاحب نے "کلّ نفسٍ ذائقۃُ الموت" کے اصول کے تحت اپنے آپ کو قضاء و قدر کے حوالے کر دیا۔ اللہ بس باقی ہوس۔

اور اس طرح چشمِ فلک نے موت العالِم موت العالَم کا اندوہ ناک اور دل دوز منظر دیکھا کہ جس کی حکایت اور تفصیل بیان کرنے کی ممکن نہیں۔

ملک کے سبھی قابلِ ذکر اخبارات، ذرائع ابلاغ، ریڈیو، ٹی وی نے خبر نشر کی اور رسائل، جرائد اور مجلاّت نے تعزیتی اداریے، نوٹس مضامین، مقالے اور آرٹیکلس لکھے اور اس طرح حضرت مفتی صاحبؒ کو بھرپور الفاظ میں خراجِ تحسین و عقیدت پیش کیا۔

ملک اور بیرونِ ملک کی اسلامی، دینی، سیاسی، نیم سیاسی اور سماجی تنظیمات قائدین، زعماء، علماء، مفکّرین، دانشورانِ قوم، اسکالرس، حکّام، تجّار، اور ہر طبقہ کے ذمّہ دار حضرات نے براہ راست یا پھر دوسرے ذرائع سے مفتی صاحبؒ کے پس ماندگان اور اہلِ خاندان سے اظہارِ تعزیت کیا، اور اُن کے غم میں اپنے کو برابر کا شریک گردانا، مفتی صاحب کی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا ہے بظاہر اس کے پُر ہونے کا سامان اب نظر نہیں آتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک اعلیٰ کردار مفکّر

قاری محمد سلیمان خادم مدرسہ تجوید القرآن آزاد مارکیٹ، دہلی

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عملی اور پاکیزہ زندگی کے سلسلہ میں جن جن حضرات نے ان کی مذہبی، ملکی، اور قومی خدمات کے ساتھ ان کے اخلاق کریمانہ اور علوم دینیہ و شرعیہ میں تعمق اور وسیع النظری کے ساتھ اپنے اپنے فاضلانہ قلم سے اظہار تحریر فرمایا ہے۔ وہ

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

کا پورا مصداق اور مظہر ہے۔ کاش میرے سادہ قلم میں بھی علمی صلاحیت و استعداد ہوتی تو میں بھی حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شایان شان کچھ لکھکر دل کی حسرت و تمنا پوری کرنے کی سعادت حاصل کرتا لیکن اپنے ضعف قلم کی بنا پر بلا مبالغہ سادہ قلم کے ساتھ صرف اتنا ہی لکھنا اپنے لیے باعث سعادت سمجھتا ہوں کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مجھ سے قرآن کریم کی خدمت کی برکت سے کم و بیش چالیس سال سے حد درجہ مشفقانہ اور کریمانہ تعلق رہا اس طویل زمانہ میں میں نے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ زندگی کو قریب و بعید سے جس ممتاز کریمانہ اخلاق حلم و بردباری کے ساتھ دیکھا۔ وہ مجسم نمونہ عمل اور نمونۂ اسلام کی بنا پر میرے عقیدے میں بندگان خدا کے لیے درس عمل تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاں دینی علوم وفنون کے متبحر اور ممتاز عالمِ دین اور عالمِ ربانی تھے، وہاں حفظِ قرآن، تجوید وقرأت کے بھی دلدادہ شیدائی تھے۔ خود قرآن کریم نماز پڑھانے کی حالت میں جس خوبصورت، دل کش انداز کے ساتھ پڑھتے تھے اس سے دل پر خاص نورانی کیفیت پیدا ہوکر دل متأثر اور محظوظ ومسرور ہوتا تھا۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسہ تجوید القرآن آزاد مارکیٹ دہلی سے قلبی، بنیادی اور گہرا تعلق تھا۔ آپ ہر سال ہی معمول کے طور پر مع اپنے رفیق خاص سیّد الملّت حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مفسر قرآن حضرت مولانا اخلاق حسین قاسمی صاحب بغرض معائنہ مدرسہ کو اپنی تشریف آوری سے نوازا کرتے تھے۔ الحمد للہ تینوں حضرات کی قلبی محبت وہمدردی کی برکت سے مدرسہ نے علمی اور عملی ترقی کی سعادت حاصل کی۔ اب مشیتِ الٰہی سے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید الملّت رحمۃ اللہ کے سایۂ محبت سے تو مدرسہ محروم ہوگیا

اللہ تعالیٰ حضرت مفسر قرآن مولانا اخلاق حسین قاسمی صاحب کے سایۂ محبت کو مدرسہ کے ساتھ تادیر قائم رکھ کر مدرسہ کے حق میں قبول ومبارک فرماتا رہے۔ آمین

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تینوں حضرات کو اپنی اپنی جگہ اپنے خزانۂ رحمت سے اس محبت وہمدردی کا بہترین صلہ اور اجر عطا فرمائے۔ آمین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسرا حصّہ

آپ بیتی، سفرناموں، ریڈیائی تقریروں
متفرق مضامین اور سوانحی خاکوں — سے متعلق مفتی صاحبؒ
کے اسلوبِ تحریر کے نمونے

© rasailojaraid.com